اندلس کا عہد ملوک الطوائف

ڈاکٹر امین اللہ وثیر

سیاسی حالات

مسلم اندلس کی وہ شاندار سلطنت جسے عبدالرحمن الثالث نے اپنی قوت بازو اور جرأت و ہمت سے پروان چڑھایا تھا ۔ ۱۰۳۱ء میں بہت سے مختلف ٹکڑوں میں منقسم ہو گئی اور تقریباً بیس چھوٹی چھوٹی ریاستوں نے جنم لیا ۔ واقعہ یہ ہے کہ جب اندلس میں بنو امیہ اور بنو حمود کے بعد سلطنت کمزور پڑ گئی تو ہر جانب سے موالی، وزراء، عرب سردار نیز چھوٹے چھوٹے بربر افسر اٹھ کھڑے ہوئے اور ہر ایک نے اپنی بادشاہت اور خود مختاری کا اعلان کر دیا ۔ اس طرح سلطنت کا کاروبار مختلف گروھوں اور طبقوں میں بٹ کر رہ گیا۔ ان سرداروں اور قبائل کے سرگروھوں میں سے ہر ایک نے دوسرے پر غلبہ حاصل کرنے کی کوشش کی اور ایک دوسرے سے لڑنے بھڑنے لگے۔ اور اس خانہ جنگی کی وجہ سے خود بخود کمزور ہوتے چلے گئے ۔ یہاں تک کہ انھوں نے یورپ کے عیسائی بادشاھوں کو خراج ادا کیا ۔ بالآخر یوسف بن تاشفین مراکش سے آیا اور اس نے غیر مسلم قوتوں کو اندلس سے دوبارہ نکال باھر کیا ۔

بقول پروفیسر حتی :

,,۱۰۳۱ء میں قرطبہ کی اموی سلطنت کا خاتمہ ہو گیا ، اس کے کھنڈروں سے چھوٹی چھوٹی اسلامی ریاستوں کا ایک جھرمٹ پیدا ھوا جنھوں نے ایک دوسرے سے لڑ بھڑ کر اپنی

طاقت کھو دی ۔ اس قسم کی بیس چھوٹی چھوٹی عارضی ریاستیں قائم ہو گئیں» (۱) ۔

ان ریاستوں میں سے بعض اتنی بے طاقت اور کمزور تھیں کہ دوسرے ہمسائیوں نے انھیں ہڑپ کر لیا اور وہ اپنا دفاع نہ کر سکیں ۔ یہی بے چینی اور اضطراب کا زمانہ تاریخ اندلس میں ,,عصر ملوک الطوائف» کہلاتا ہے ۔ یہ واقعہ پانچویں صدی ھجری کا ہے ۔ بے اطمینانی اور خانہ جنگی کی یہ حالت تقریباً ستر سال تک قائم رہی ۔

اس طوائف الملوکی میں سب سے اہم اور مضبوط قرطبہ کی حکومت بنی جھور اور اشبیلیہ کی حکومت بنی عباد تھیں ۔ ان کے علاوہ طلیطلہ اور سرقسطہ کے بنو ذی النونؑ اور بنو ھود، بطلیوس کے بنو الافطس اور غرناطہ کی حکومت بنی زیری بھی خاصی شہرت کی مالک تھیں ۔ بقول نکلسن ,,اندلس کی یہ حالت بعینہ پندرھویں صدی عیسوی کے اٹلی سے مشابہ تھی » اگر غور کیا جائے تو نکلسن کی یہ تشبیہ اندلس کے اس عہد کی صحیح صورت حال کا مکمل نقشہ پیش کرتی ہے (۲) ۔

,,ملوک الطوائف » کے درمیان ہمیشہ سیاسی اور ملکی جھگڑے برپا رہے ۔ اکثر جدال و قتال تک بھی نوبت پہنچ جاتی ۔ لیکن یہ لوگ اس عظیم خانہ جنگی کی تباہ کاریوں اور برے نتائج کی ھولناکیوں سے قطعاً بے پروا اور بے خبر تھے یہاں تک کہ شمال کے نصاریٰ نے ان کی اس بدحالی سے فائدہ اٹھایا ۔ انھوں نے اپنی بکھری ہوئی صفوں کو درست کیا ۔ اپنی ضائع شدہ قوت کو مجتمع کیا اور پھر مسلمانوں کے شہروں ، قصبوں ، قلعوں اور سرحدوں پر یلغار کر دی اور حالت یہ ہوگئی کہ :

,,ان شہروں سے اسلام کا آفتاب غروب ہونے کو تھا ۔ اور شاید

قدرت کو خود بھی یہی منظور تھا ۔ اس لئے چھوٹے چھوٹے بادشاھوں کے دلوں میں کینہ اور بغض وحسد کی آگ بھر گئی ۔ انھوں نے اپنے آپ کو خود اپنے ھی ھاتھوں ھلاک کر ڈالا ۔ ایک دوسرے کے خلاف نصاریٰ سے مدد و اعانت چاھی ۔ یہاں تک کہ طالب و مطلوب دونوں کے دونوں کمزور پڑ گئے اور اس طرح دنیا میں ذلیل و خوار ھوئے » (۳)۔

اس وقت اندلس کے علماء و فقہاء ملک کی اس افسوسناک صورت حال کی نزاکت کو اچھی طرح محسوس کر رھے تھے ۔ اب ان کے سامنے دو ھی راستے رہ گئے تھے ۔ اول یہ کہ وہ اپنی مملکت کو چھوڑ کر ملک بدر ھو جائیں اور عیسائیوں کے غلبے کے لئے راستہ صاف کر دیں ۔ دوسرے یہ کہ اندلس سے باھر کے کسی مسلمان طاقتور حکمران سے مدد طلب کریں ۔ علماء اور ارباب دانش نے اس دوسرے طریقے کو زیادہ مناسب اور اقرب الی الصواب جانا ۔ امراء دولت نے بھی ان کی تائید کی اور انکی رائے پر صاد کہا ، چنانچہ ایک سفارت جو قاضی بطلیوس ، قاضی غرناطہ ، قاضی قرطبہ اور وزیر اشبیلیہ پر مشتمل تھی امیر المغرب یوسف بن تاشفین کی طرف روانہ کی گئی ۔ امیر یوسف اس وقت کے تمام مسلمان حکمرانوں میں سب سے زیادہ طاقتور اور صاحب جرأت و ھمت انسان خیال کیا جاتا تھا ۔ اس نے ان لوگوں کی آواز پر لبّیک کہا اور اندلس کی سر زمین پر جا اترا اور اسی بطل جلیل کی بدولت دوبارہ اسلام اور مسلمانوں کے قدم سر زمین اندلس میں مزید چار سو سال کے لئے جم گئے ۔

علمی و ادبی حالات

یہ تو تھی اندلس کی سیاسی پس ماندگی کی حالت گیارھویں صدی عیسوی کے آغاز میں ۔ لیکن اس عالم انحطاط و تنزل اور

پستی کے باوجود حرکت علمی و ادبی قوی سے قوی تر ہوتی چلی گئی ۔ ایک طرف سلطنت کے ٹکڑے ٹکڑے ہو رہے تھے اور دوسری طرف بزم علم و ادب کی رونق دن بدن دوبالا ہوتی جا رہی تھی ۔ اس عہد کو اندلس کے عربی ادب کا سنہرا دور اور زمانۂ عروج و اقبال تسلیم کیا گیا ہے ۔

بیشتر ,,ملوک الطوائف ،، بذات خود ، عظیم القدر علماء و فضلاء میں سے شمار کئے جاتے تھے ۔ ان کے دربار مختلف وفود کے لئے منزل مقصود ، سخاوت و فیاضی کے سر چشمے ، ارباب حاجت کی امیدوں اور تمناؤں کی قبلہ گاہ اور اہل فضل و کمال ادباء و شعراء کی آماجگاہ بنے رہتے تھے (۴) ۔ اس سلسلے میں سید امیر علی کے الفاظ بڑے پر شکوہ اور حقیقت کے آئینہ دار ہیں : ۔

> ,,مالا ٹوٹ گئی اور موتی بکھر گئے ۔ چھوٹے چھوٹے بادشاہوں نے اپنی اپنی آزاد حکومتیں قائم کر لیں لیکن اس پر بھی علم و حکمت کا دیا جلتا رہا ۔ علوم و فنون پر زوال آنے کی بجائے انہیں اور بھی فروغ اور ترقی حاصل ہوئی ،، (۵) ۔

کہا جاتا ہے : ,,إِنَّ كُلَّ نَقْمَةٍ فِي طَيِّهَا نِعْمَةٌ ،، بالکل اسی طرح فتن و شرور سے بھرا ہوا یہ دور بھی اندلس کے عربی و اسلامی ادب کے لئے رحمت بےپایاں ثابت ہوا ۔ اس زمانے میں علماء و فضلاء کا قرطبہ سے بھاگ جانا بھی ایک نعمت عظمیٰ ثابت ہوا ۔ یہ لوگ مملکت کے مختلف چھوٹے اور بڑے شہروں میں پھیل گئے ۔ ان کے علم و فضل کے خزانے لبالب بھرے ہوئے تھے اور ان کے سینوں سے علم وافر کی نہریں جاری تھیں ۔ انہوں نے جہاں کہیں بھی نرم مٹی موجود پائی ، اور زرخیز زمین دیکھی وہیں علم و ادب کے بیج بو دئیے ۔ اس سے بڑے لذیذ اور شیریں ثمرات پیدا ہوئے ۔ ان اہل دانش کی محنت

بار آور ہوئی اور عوام علوم ریاضیہ و فلسفیہ کی طرف ٹوٹ پڑے ۔ صاعد الاندلسی اپنی کتاب طبقات الامم (ص ٦٧) میں لکھتے ھیں :

,,جب طوائف الملوک کا زمانہ آیا تو لوگوں نے ان کتابوں میں جو قرطبہ سے مختلف شہروں اور اطراف و جوانب منتقل کی گئی تھیں ، بے شمار مفید اور قابل قدر خزانے مدفون پائے ، ہر صاحب علم کے سینے میں جتنا کچھ اور جو کچھ علم موجود تھا ۔ یکا یک باھر ابل پڑا اور علوم قدیمہ کی طلب و جستجو میں دن بدن رغبت بڑھنے لگی ۔ الحمدللہ! آج کی حالت اندلس کی گذشتہ حالت اعراض عن العلم سے بدرجہا بہتر ہے ۔ ،،

اس عصر الملوک میں جو بذات خود مختلف قسم کی سیاسی اور اجتماعی برائیاں اپنے اندر رکھتا تھا ۔ سب سے بڑا کارنامہ ، بیش بہا وصف اور اھم کام یہ ظہور پذیر ھوا کہ عام لوگوں میں بھی غور و فکر ، تحقیق و تدبر ، تجسس و تفحص اور طلب و جستجو کی ایک تیز لہر دوڑ گئی ۔ ابو الولید الشقندی کا کہنا ہے : ۔

,,جب یہ عالی درجے کا نظام سیاسی تار تار ہو گیا ، بکھر کر رہ گیا اور یہ عظیم سلطنت مختلف ٹکڑوں اور چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں بٹ گئی تو اس تفریق سلطنت میں بھی ایک بڑی نعمت پوشیدہ نکلی یعنی علماء و فضلاء اور ارباب علم و دانش کا وجود گویا علوم و فنون کا بازار گرم ھو گیا ، لوگ نظم و نثر میں ایک دوسرے پر سبقت حاصل کرنے اور بازی جیت جانے کی کوششوں میں مشغول ھو گئے ۔ اس زمانے میں بادشاھوں اور امراء و رؤساء کے اتنے پر شکوہ اور عظیم الشان قصائد لکھے گئے کہ اگر اسی خوبصورت انداز اور اسلوب حسین میں تار و تاریک رات کی بھی وصف نگاری کی جاتی تو وہ تابناک سورج والے دن سے بھی زیادہ روشن ھو جاتی ،، (٦١)۔

پھر ان عظیم المرتبت ھستیوں ، علماء و فضلاء ، میں سب سے بڑی صفت اور جذبہ خیر و صلاح یہ تھا کہ ان کی اکثریت، ریاکاری اور ظاھر پسندی سے بڑی متنفّر تھی ـ یہ لوگ غلط سلط تعریف و تمجـید اور بے جا مدح و ثناء کو ناپسندیدگی کی نگاھوں سے دیکھتے تھے ـ چنانچہ مشہور ہے کہ ابو غالب اللغوی نے ایک کتاب تصنیف کی ـ ملک دانیہ مجاھد العامری نے اسے ایک ھزار دینار کی پیشکش کی لیکن شرط یہ لگائی کہ یہ کتاب اس کے نام سے معنون کی جائے، ابـو غالب اس بات پر راضی نہ ھوا ـ اس نے اس گراں قدر عطیے کو یہ کہہ کر ٹھکرا دیا کہ وہ کتاب جسے میں نے عوام الناس کے فائدہ اور نفع کے لئے لکھا اور اسکی تدوین و تالیف میں اپنی پوری ھمت و کوشش صرف کر دی ـ اب اسے کسی اور کے نام معنون کردوں اور صرف اس بات پر فخر کروں کہ ایک بادشاہ کی چشم کرم مجھ پر آ پڑی ـ نہیں میں کبھی ایسا نہیں کر سکتا " ـ جب مجاھد کو اس بات کی خبر پہنچی تو بجائے غم و غصّہ سے لال پیلا ھونے کے،اس نے ابو غالب کی بڑی تعریف کی اور بغیر کوئی شرط لگائے اس انعام کو دوگنا کر دیا (۷)ـ

اس "عصر الملوک " کی مثال اور نظیر تاریخ انسانی میں ملنی مشکل ہے ، یہ دور ھر قسم کے علم و فن کے اعتبار سے سرسبز و شاداب اور زرخیز تھا ـ اس مختصر سے پُراضطراب زمانے میں اتنے زیادہ ، اعلی پائے کے ادیب اور شاعر پیدا ھوئے جن کا شمار ممکن نہیں ـ اس عہد میں شعر و شاعری ادباء کی محفلوں اور امراء کے عـالیشـان محـلات کـی چار دیواری سـے نکل کر صنـاعوں اور عـام پیشہ وروں کی دوکانوں ، کسانوں کے کھیتوں اور محنت مزدوری کرنے والے عام انسانوں کی جھونپڑیوں میں پہنچ گئی ـ ملک کے ان عام اور

متوسط طبقے کے انسانوں میں سے تقریباً ہر شخص بہترین قسم کی نظم تخلیق کر سکتا تھا ۔ قزوینی نے بیان کیا ہے کہ :

,,اهل شلب سب کے سب ، شعر کو خوب جانچ سکتے تھے اور اس پر بڑی اچھی طرح تنقید کر سکتے تھے ۔ اگر تم کسی کھیت میں چلے جاؤ اور وهاں کسان سے باتیں کرو ، تم اس سے کوئی شعر پوچھو یا شاعری کے متعلق کسی قسم کا سوال کرو تو وہ تمھیں فی البدیهه اور ارتجالاً ہر موضوع کے بارے میں شعر هی میں جواب دے گا ،، ۔ (۸)

جنس لطیف بھی اس میدان میں کسی سے پیچھے نہیں رهی ۔ اس ضمن میں اکیلی ولادہ بنت المستکفی باللہ کا نام لینا هی کافی ہو گا۔ ولادہ دولت بنی عباد کے علم و ادب کی سربراہ تھی (۹)۔

اس زمانے میں اگرچہ ایسے مواقع بھی آئے کہ مختلف عناصر ایک دوسرے کو نیست و نابود کر دینے کے بری طرح در پے رهے لیکن یہ دلچسپ رجحان بھی واضح تھا کہ مختلف انسانوں اور ثقافتوں میں هم آهنگی اور ربط پیدا کیا جائے ۔ دولت عبادیہ کا اس سلسلے میں مقابلہ نہیں کیا جا سکتا ۔ ان کے هاں اتنے بہترین صاحب علم و کمال ، اعلی درجے کے صاحب فن شعراء و ادباء جمع ہو گئے تھے کہ کہیں اور موجود نہ تھے ۔ یہ سب کے سب ، اصحاب المعانی الدقیقة و الخیال الرقیق و الالفاظ العذبة تھے ۔ ان میں سے عبد الجبار بن حمدیس الصقلی، ابوبکر بن زیدون،ابوبکر بن الباز (راثی المعتمد) عبد الجلیل بن وهبون اور الوزیر البائس ابوبکر ابن عمار کے نام خاص طور سے قابل ذکر هیں ۔ ان کے آقا ممدوح امیر المعتمد عبادی کو هم کبھی نہیں بھول سکتے، جس نے اپنے زمانۂ قید و بند کے وہ قصائد اور حزنیہ نظمیں همارے سپرد کیں جو اس کے غمزدہ

مضطرب دل کی عمیق ترین گہرائیوں سے پھوٹ پھوٹ کر نکلی ہوئی هیں ۔ وہ دل جو کبھی کسی کے سامنے خشوع و خضوع اور عاجزی سے متعارف نہیں ہوا ۔ جس نے کبھی مصائب و آلام دنیوی کے سامنے گھٹنے نہیں ٹیکے اور ان سے کسی صورت ہار نہیں مانی ، وہ کہتا ہے اور کتنی سچی باتیں اسکی زبان سے نکلتی هیں : ۔

قالوا الخضوع سیاسة
فلیبد منک لهم خضوع
والذ من طعم الخضو
ع علی فمی السم النقیع
ما سرت قط الی القتا
ل وکان من املی الرجوع
شیم العلی انا منهم
والاصل تتبع الفروع (۱۰)

عصر الملوک کے ان درباروں اور محلات کے پورے پورے حالات لکھنا بڑا دشوار ہے ۔ اتنا هی بتانا کافی ہے که المقتدر اور المؤتمن من بنی هود خود فلسفی علماء تھے ۔ المؤتمن فنون ریاضیه میں بھی بڑا ماهر اور قابل تھا ۔ اس فن میں اسکی بہت سی تصانیف هیں ۔ وہ فلسفه، نجوم اور حساب کی اشاعت و ترویج کا بڑا دھنی تھا ۔ بنو هود کے زیر سایه بہت سے فلاسفه مثلاً ابن جبرون اور ابن باجه پرورش پا رہے تھے ۔ انھیں کے زیر سایه الطرطوشی مؤلف سراج الملوک (۴۳۱ ۔ ۵۳٦ ھ) نے زندگی بسر کی ۔

بنو ذی النون بھی انصار علم و ادب میں سے تھے ۔ ان کے دربار میں باکمال علماء و فضلاء کا هر وقت هجوم رہتا تھا ۔ مثلاً ابراهیم بن یحییٰ النقاش المعروف به ابن الزرقیال کواکب و نجوم کا بڑا ماهر اور

شناسا تھا ـ محمد بن بصال صاحب ,,کتاب الفلاحه ،، وقاش النحوی، احمد بن مغیث ، احمد الصدنی یعنی ابو جعفر صاحب کتاب المقنع بھی اس دربار کے خوشه چینوں میں سے تھے ـ

بطلیوس بھی ادب و ثقافت کا ایک بڑا مرکز تھا ـ یہاں بنوافطس کا دور دوره تھا ـ مظفر بن افطس خود بھی تمام اقسام ادب و فن کا ماھر تھا ـ اس نے کئی کتابیں تصنیف کیں ـ اسکو ادبیات خصوصاً شعر و شاعری سے اتنی گہری رغبت اور وابستگی تھی که وہ کہا کرتا تھا:ـ

,,جس کے اشعار المتنبی اور المعرّی کے هم پایه نه هوں وه خاموش بیٹھا رهے،، (۱۱) ـ

اس زمانے میں بطلیوس علم و ادب اور شعر و انشاء کا مرکز تھا اور مظفر فصحاء و بلغاء کا کعبۂ مقصود تھا ـ القلاعد میں فتح نے اسکی یہی تعریفات گنوائی هیں ـ اسی دربار میں ابن عبدالبر القرطبی مشہور فقیه و محدث تشریف فرما ہوتے تھے، الوزیر ابن عبدون نے بھی اپنے مشہور قصیدے میں بنو افطس کا ذکر کیا ہے ـ اس قصیدے کا تذکره ابن خطیب نے اعمال الاعلام میں کیا ہے ـ اور اسکی بہت تعریف کی ہے ـ یه قصیده اس اعتبار سے بڑا اهم اور ممتاز ہے که اسمیں بطور موعظت و عبرت ان بڑے بڑے مصائب و آلام تاریخیه کا ذکر موجود ہے جو دنیا کی بڑی بڑی هستیوں اور بادشاهوں کو پیش آئے اور جن کی وجه سے اکثر ان کے تاج و تخت تک چھن گئے ـ ان واقعات و حادثات میں انسان کو صبرو تسکین کا سبق دیا گیا ہے ـ کیونکه جب سے تاریخ کا ظہور ہوا ہے انسانیت انھیں غموں اور انھی تکلیفوں میں مبتلا چلی آ رهی ہے ـ

اس زمانے کے اُمّ العواصم قرطبه کے سب سے زیاده قابل فخر و مباهات شخص ابن حزم تھے ـ صاعد الاندلسی ان کے بارے میں لکھتا

ہے۔ ,,وہ اہل اندلس میں سب سے زیادہ جامع شخص ہے وہ تمام علوم اسلامیہ کا ماہر ہے۔ علم بیان ، بلاغت ، شعر، سیرواخبار اور منطق و فلسفہ میں اسکی معلومات کا دائرہ تمام علماء سے زیادہ ہے۔ خود اس کے لڑکے نے مجھ سے بیان کیا کہ میرے پاس اپنے باپ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تقریباً چار سو کتابیں موجود ہیں ۔ ،، ایک یورپی مؤرخ ان کے بارے میں لکھتا ہے : ,,ابن حزم اپنی تصنیف الملل والنحل ،، کی بدولت یورپ پر کئی صدیوں سے سبقت لے جا چکا ہے کیونکہ تاریخ مذاہب ، یورپ میں کہیں ۱۹ ویں صدی میں جا کر مرتب ہوئی ،، ۔

قرطبہ میں ,,ملوک الطوائف ،، کے عہد کے شعراء ، ادباء اور اصحاب فضل و کمال بےشمار ہیں ۔ اس خوبصورت شہر میں بڑے بڑے مؤرخ بھی پیدا ہوئے ۔ جن کی علمیت و فضلیت ایک مسلمہ امر ہے۔ ان میں سے ابو مروان ابن حیان صاحب التاریخ الکبیر ۔ جو ساٹھ جلدوں میں لکھی گئی ۔ بہت مشہور ہے ۔

بلنسیہ اور مرسیہ کے درباروں کا تذکرہ بھی قابل ذکر ہے ۔ یہاں بنو طاہر اور بنو صمادح برسراقتدار تھے ، ان کے دربار وزیر ابن عباس ، ابن عبادہ ، ابن شہید ، ابن اشرف الباجی اور ابو عبداللہ بن الحداد کی وجہ سے روشن و تابناک تھے ۔ بلکہ بنو صمادح کے تقریباً تمام امراء بھی مشہور شعراء میں شمار کئے جاتے تھے ان کے دربار کے بہت سے علماء جغرافیہ میں سے ابوالحسن اللغوی (۴۵۸ ھ) کا نام سر فہرست نظر آتا ہے ۔ (۱۲)

ملوک الطوائف کے عہد حکومت میں شعر و شاعری انتہا کو پہنچ گئی ۔ اندلس کے لوگ اپنے شاعروں کو اپنے لئے باعث فخر و اعزاز سمجھتے تھے ۔ وہ شاعروں کا کلام اور حالات زندگی جمع کرتے

اور انھیں اپنے بیاض میں نقل کر لیتے تاکہ ضائع ہونے سے محفوظ رہ سکیں ۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ شعراء بھی اپنی اپنی عظمت و شہرت کی خاطر ایک دوسرے کا مقابلہ کرنے لگے اسی لئے ان کا ادب نکھر گیا اور اسمیں نظافت و لطافت پیدا ہو گئی ۔ ان کے کلام میں حسن و نزاکت اور فنی چاشنی ماقبل و مابعد کے زمانوں کی نسبت بوجہ کمال پائی جاتی ہے ۔

اشبیلیہ میں معتضد بن عباد نے ایک شاندار محل بنوایا جس میں ہر طبقے کے شاعر جمع ہوتے اور مجالس شعر و ادب قائم ہوتیں ۔ اس زمانے میں شوکت علمی و ادبی اتنی عام ہو گئی تھی کہ کوئی فقھیہ ، کوئی نجومی ، کوئی متکلم ، کوئی فیلسوف ، طبیب ، ریاضی دان اور کوئی مورخ و عالم ایسا نہ تھا جو شعر نہ کہتا ہو اور اسکی رغبت نہ رکھتا ہو (۱۳) ۔

اس عہد کی شاعری میں ایک قابل ذکر جدت ہوئی اور وہ ہے تصوف و فلسفہ کے مضامین کی کثرت ۔ اس صنف شعر میں ابـن العربی اور ابن سبعین زیادہ مشہور ہوئے ۔ اسی زمانے میں رسائل ,,اخوان الصفا ،، اندلس میں داخل ہوئے ، اندلسی اشعار اور حکم و امثال میں ان رسائل کی بے شمار تلمیحات پائی جاتی ھیں ۔ بعض لوگوں کا تو یہاں تک کہنا ہے کہ دراصل مجریطی الاندلسی ھی ان کا مصنف و مؤلف تھا ۔ (۱۴)

یہ بزم علم و ادب قائم رھی ، تاآنکہ عربوں کو سپین سے کلیۃً ملک بدر کر دیا گیا اور ان دیار سے انکی تہذیب وثقافت کا آفتاب غروب ھو گیا ۔ عربوں کی تاریخ کا یہ باب اس قدر عظیم المرتبت ہے کہ بقول Josef Mouarlee) یہ خبریں اس بات پر دلالت کرتی ھیں کہ اندلس ھی کے مسلمان تھے جنھوں نے اس نئی تہذیب و مدنیت کی بنیاد رکھی (۱۵) ،، ۔

عہد ملوک الطوائف کے چند مشہور حکمران

ابن جہور : ـ ابو الحزم ، جہور بن محمد بن جہور والی قرطبہ ، اول محرم ۳٦۴ھ میں پیدا ہوا اور جمعرات ۲۳ محرم ۴۳۵ھ کو وفات پائی ، نماز جنازہ اس کے بیٹے ابو الولید مخمد نے پڑھائی ـ

ابوالحزم میں بہت سی خوبیاں تھیں ـ وہ بنفس نفیس رعایا کے جنازوں میں شرکت کرتا ، مریضوں کی تیمار داری کے لئے جاتا ـ علماء و ادباء کی مجلسوں میں بیٹھتا ـ وہ خود بھی بہت بڑا عالم تھا ـ اس نے ابوبکر عباس بن ھمزانی ، ابو محمد الاصیلی ، قاضی ابو عبداللہ بن مفرخ ، ابو القاسم خلف بن قاسم اورابو یحییٰ زکریا بن الاشبح وغیرھم سے علم کی تحصیل کی ـ اس سے ابو عبداللہ محمد بن عتاب الفقیہہ نے روایت لی اور کہا :

,,حدثنا ثقة من الشیوخ الاکابر یعنی ابوالحزم ھذا ،، (١٦) ـ

وہ بڑا مدبر اور زبردست منتظم تھا ، لوگ اس کے عہد حکومت میں بڑے آرام اور سکون کی زندگی بسر کرتے تھے ـ جو چاھتا بلا جھجک اپنی حاجت لیکر اس کے پاس جا سکتا تھا ـ ,,کان مخلصا رشیدا الیه یرجع الفضل فی استتباب الأمن ورفع المظالم ،، ـ ابن جہور دراصل بنو امیہ کے خلاف ایام فتنہ میں قرطبہ کی ایک جماعت کا سردار تھا ـ جب لشکر نے آخری اموی خلیفہ کو تخت سے اتارا تو وہ اندلس کے ایک حصے پر قابض ھو گیا ـ ۴۲۲ ھ میں والی بنا ، وہ اھل علم کا پیرو،کار تھا ،، (١٧) ـ

ابو الحزم ایک شریف اور معزز گھرانے کا فرد تھا ـ اس کے آباء و اجداد دولت حکمیہ اور دولت عامریہ کے وزراء رہ چکے تھے ـ شروع شروع میں اس نے اپنے لئے محض امیر کا لقب اختیار کیا ـ اور سلطنت کے کاموں میں دلجمعی سے مشغول رہا ـ یہاں تک کہ عوام کے دلوں میں اسکی محبت جانگزیں ھو گئی اور اسکی امارت پر سب نے

اتفاق کر لیا ۔ اس نے بڑی شان و شوکت سے انتظام مملکت کو سنبھالے رکھا ، لوگ فارغ البال ہو گئے اور قرطبہ امن و سلامتی کا گھر بن گیا ۔ اس نے ۱۴ سال اور کچھ مہینے ,,امارت ،، کے فرائض سر انجام دیئے ۔ (۱۸)

ابن جہور ابو الحزم کو شعرگوئی سے بھی رغبت تھی ۔ ابن خاقان نے مطمح الانفس میں لکھا ہے :

وکان لابی الحزم ادب و وقار و حلم سارت بھا الامثال واثبت من شعرہ ما ھو لائق .... و وقف علی قصور الامویین فقال :

قلت یوما لدار قوم ، تفانوا

این سکانک العزاز علینا

فاجابت : ھنا أقاموا قلیلا

ثم ساروا ولست اعلم اینا (۱۹)

ابو الحزم کے بعد اس کا بیٹا ابو الولید محمد والی ھوا ۔ امور سلطنت اور انتظام دولت میں وہ بھی اپنے باپ کے نقش قدم پر چلا اور وھی عمدہ طور طریقے اختیار کئے ۔ اس نے باپ کے تمام اچھے قوانین و احکام کو برقرار رکھا ۔ اس نے شوال ۴۴۳ ھ میں دارفانی سے انتقال کیا ۔

ابو الولید کے بعد اس کا لڑکا عبدالملک حاکم قرطبہ بنا ۔ وہ پسندیدہ سیرت اور اعلی کردار و اخلاق کا مالک نہیں تھا ۔ اھل قرطبہ نے اسے تخت سے محروم کر دیا اور اس کے بعد المعتمد بن عباد نے قرطبہ پر قبضہ کر لیا ۔

المعتضد و المعتمد :۔

بنو جہور کی حکومت کے خاتمہ پر اھل اشبیلیہ نے ابو القاسم محمد بن اسماعیل بن عباد اللخمی کو جو وھاں کا قاضی تھا اپنا امیر

منتخب کیا۔ ابو القاسم ، نعمان بن منذر ملک حیرہ کی اولاد سے تھا۔ وہ بہت عقلمند ، وسیع الصدر ، غالی ھمت، حسن تدبر کا مالک اور بڑا مصلحت اندیش تھا ۔ ابو القاسم کے دو لڑکے تھے ۔ ابو الولید اور عباد جسکی کنیت ابو عمرو تھی ۔ اس کی وفات کے بعد اس کا لڑکا ابو عمرو عباد، المعتضد باللہ کے لقب سے سریر آرا سلطنت ھوا ۔ ملوک الطوائف میں اس کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا ہے : ۔

اما المعتضد ... قد أخذ بطرف مناسب من الثقافة والتعليم الحسن .... شاعر مجيد وكان محبا للادب ، شغوفاً بالفنون ۔ وهو ذلک الرجل المثقف المهذب و الانسان الرقيق و الملک عظيم الشأن و كان يمتاز من الذوق ولطف الاحساس وقوة التمييز(۲۰) ۔

المعتضد کے بعد المعتمد اس کا لڑکا والی ھوا ۔ اس کا نام ابو القاسم محمد تھا ۔ معتمد وھی حکمران ہے جس نے بنو جہور پر غلبہ پایا اور قرطبہ پر قابض ھوا ۔ یہاں تک کہ امیر یوسف بن تاشفین کا ورود اندلس ھوا ۔ اس نے سارے ملک کو اپنے زیر تسلط کر لیا ۔ اور المعتمد کو مراکش کے ایک گاؤں اغمات میں بھیج دیا ۔ یہ واقعہ سن ۴۸۸ ھ کا ہے ۔ اسی مقام پر اس نے بڑی غربت اور کس مپرسی کی حالت میں داعئ اجل کو لبّیک کہا ۔ (۲۱)

المعتضد اور المعتمد دونوں ملوک الطوائف میں سب سے زیادہ وسیع علاقے اور بڑی سلطنت کے مالک تھے ، دونوں کا دبدبہ اور جاہ و حشمت بھی سب سے بڑھ کر تھی ۔ یہ دونوں باپ بیٹا ، ان کی اولاد اور آباء و اجداد تقریباً سبھی اھل علم و فضل تھے اور ان کا شمار اچھے شعراء میں ھوتا تھا ۔ ملوک الطوائف (مصنفہ ڈوزی) جسے کامل الکیلانی نے عربی میں ترجمہ کیا ہے ، میں معتضد اور معتمد کے بہت سے اشعار نقل کئے ھیں ۔ اس کتاب میں عھد بنی عباد کے

سیاسی حالات و واقعات بھی شرح وبسط کے ساتھ بیان کئے گئے ھیں ۔ ابن خلدون نے بھی اپنی تاریخ میں بنو عباد کا ذکر تفصیل سے کیا ہے ۔

المعتمد بن المعتضد ۱۰۴۰ء میں پیدا ھوا ۔ ابھی بارہ سال کی عمر تھی کہ باپ نے اسے مختلف صوبوں کی حکومت تفویض کی ۔ وہ اصحاب علم و ادب کا مربیّ اور خود بھی عمدہ شعر گو تھا ۔ ملوک الطوائف میں اس کا ذکر ان الفاظ میں ملتا ہے :۔

,,کان المعتمد و وزیرہ مفتونین بالشعر ، فاصبح قصر اشبیلیة ملتقی الشعراء والفحول ، فقد کان الخلیفة نقادا بارع الملاحظة دقیق الحس خصب الشاعـریة وکان یتـذوق الاسلـوب تذوق الشاعر الصادق الشعور ، وکان رایهٗ فیصلا فی الحـکم علـی الشعراء ۔ فاذا ظفر الخلیفة بشاعر موھوب اقبل علیه وأدناہ من مجلسه و أغرقه بکرمه اغراقا ،، (۲۲)۔

ابن عمار :۔

الوزیر ابوبکر محمد بن عمار ۔ اصل میں شبنوس ، جو شلب کے علاقے میں ایک گاؤں ہے کا رھنے والا تھا ۔ اس کے آباء و اجداد یہیں قیام پذیر تھے ۔ وہ ایک غریب گھرانے کا معمولی سا فرد تھا ۔ اس کے اسلاف میں سے کوئی بھی سرکاری ملازمت حاصل نہ کر سکا ۔ انھیں دربار میں کوئی رسائی نہ تھی ۔ ابن عمار ابھی بچہ ھی تھا کہ شلب کے شہر میں آیا ۔ یہیں بڑھا اور جـوان ھـوا ۔ اس نے ابو الحجاج یوسف بن عیسی الاعلم وغیرہ سے علم و ادب حاصل کیا ۔

اس کے بعد وہ قرطبه میں چلا آیا ۔ یہاں علم و فن اور شاعری میں خوب مہارت پیدا کی اور اسی ذریعے سے قوت لایموت حاصل کرتا رھا ۔ وہ امراء و رؤسا کی مدح سرائی کرتا پھرتا تھا اور اس مقصد کی خاطر اس نے اندلس کا کونا کونا چھان مارا ۔

بالآخر اس کے دن پھرے اور قسمت نے یاوری کی ۔ اور ترقی حاصل کی حتی کہ اشبیلیہ کے المعتمد علی اللہ سے اس کی شناسائی ہو گئی ۔ المعتمد ان دنوں عالم شاہزادگی میں تھا ۔ ابن عمار اس کی خدمت میں منہمک رہا اور اس کے خاص مصاحبین میں شمار ہونے لگا ۔ معتمد اس پر بڑا مہربان تھا اور اسے اپنے قریب ترین احباب میں سے سمجھتا تھا ۔ لیکن ایک ناگہانی حادثے نے ابن عمار کی زندگی کو تلف کر دیا اور آخرکار ۴۷۹ھ میں اسے قتل کرا دیا گیا ۔ ابن عمار کا شمار اندلس کے معروف شعراء میں ہوتا ہے ، المعجب میں اس کا ذکر ان خوبصورت الفاظ میں ملتا ہے : ۔

> الوزیر ابوبکر محمد بن عمار ذوالنفس العصامیة ۔ کان احد الشعراء المجیدین علی طریقة ابی القاسم محمد بن ھانی الاندلسی و ربما کان احلی منه فی کثیر من شعره ۔ ولشعره دیوان یدور بین ایدی اھل الاندلس ... وربما تغالی بعضھم فشبھه بأبی الطیب ۔

ابن عمار کے مشہور قصائد میں سے ایک وہ ہے جو اس نے اس موقع پر لکھا جب کہ المعتضد نے اسے المعتمد سے جدا کر دیا تھا ۔ محی الدین المراکشی نے ابن عمار کے حالات بڑی تفصیل سے بیان کئے ہیں ۔ (۲۳)

ابن خلکان نے الوزیر ابن عمار اور الوزیر ابن زیدون کے بارے میں تحریر کیا ہے :

> ھو و ابن زیدون فرسا رھان ورضیعا لبان فی التصرف فی فنون البیان ۔ وھما کانا شاعِرَیْ ذلک الزمان (۲۳)۔

عہد ملوک الطوائف (گیارھویں صدی عیسوی کے اندلس) کا زعیم الشعراء ابو الولید احمد بن عبداللہ بن احمد بن غالب — ابن زیدون تھا ۔ جس کا تعلق عرب کے قدیم قریشی خانوادے بنو مخزوم

سے تھا ۔ وہ ایک ماہر فن ادیب ، صاحب طرز شاعر اور ایک معروف و مقبول سیاسی شخصیت کا مالک تھا جسے ,,ذوالوزارتین کے لقب سے نوازا گیا ۔ اسکے کلام میں محاکات و تخیّل اور شعریت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے ، اس کے تصورات کی دنیا بڑی حسین اور رنگین ہے ، اس کے اشعار گنگنا کر حرارتِ عشق اور رعنائی خیال میں کچھ اضافہ سا محسوس ہونے لگتا ہے ، اور اس کا حسن تغزّل دل کی دھڑکنوں کو تیز کر دیتا ہے۔ وہ اپنے عہد کا سب سے بڑا شاعر اور بلند مرتبہ ادیب تھا ، ادبیات عرب میں وہ ایک بلند و بالا مقام پر فائز نظر آتا ہے، اسے تاریخ ادب میں ,,بحتری الغرب ،، کے نام سے یاد کیا جاتا ہے ، اسکی شاعری کا بہت سا حصہ ولادۃ بنت المستکفی باللہ کی حسین و جمیل شخصیت کے گرد گھومتا ہے جو خود بھی قادر الکلام شاعرہ تھی ۔ ابن زیدون کے بارے میں تفصیلاً گفتگو کسی اور موقعہ پر ,,فکرونظر،، میں پیش کی جائے گی ۔ فی الحال اس کے کچھ خوبصورت اشعار سے لطف اندوز ہو لیجئے : ۔

سلام علی القرطبة

علی الثَغَب الشُهدِ منی تحیة
زکتْ ، وعلی وادی العقیق سلام
ولا زال نور فی الرُصافة ضاحک
بارجائها ، یبکی علیه غمام
معاهد لهو·لم تزل فی ظلالها
تُدار علینا ، فی المجون ، مدام
تذکرتُ ایامی بها فتبادرت
دموعٌ کما خان الفرید نظام

قرطبـة الغـــراء

سقى الله اطلال الاحبة بالحمى
وحاك عليها ثَوبَ وَشيٍ منمنما
واطلع فيها للازاهير انجما
فكم رفلت فيها الخرائد كالدُمى
اِذِ العيشُ غض والزمان غلام
فَقُل لزمانٍ قد تولى نعيمه
ورثّت على مر الليالى رسومه
وكم رقّ فيه بالعشىّ نسيمه
ولاحتْ لسارى الليل فيه نجومه
عليک من الصب المشوق سلام

ياليتَ مَالکَ عِندى
مِن الهــوى لِــىَ عــندک
فطـــال لـــيُلک بعـــدى
كَطول ِ لَيْلِىَ بعـــدک
سَلْنِـــى حـــياتى اَهَبْهـــا
فلســـتُ امـــلک رَدّک
الـــدهر عبدِى لمـــّا
اَصبحـــتُ فى الحبّ ِعـــبدک

انتِ معنى الضِنى وسرّ الدموع
وسبيلُ الهوى وقصــد الوُلُــوع
انتِ والشمُس ضَرّ تــان ِ ولكن
لِک عند الغروب فضلُ الطلــوع

حواشی و حواله جات

۱ ـ ہسٹری آف دی عربز ، ص ۵۳۷ ـ

۲ ـ الادب الاندلسی ، ص ۵۵ ـ

۳ ـ الادب العربی و تاریخه ، ص ۲۸ ـ

۴ ـ الادب الاندلسی ، ص ۵٦ ـ

۵ ـ تاریخ اسلام ، ص ۳۷۸ ـ

٦ ـ الادب الاندلسی ، ص ٦۱ ـ

۷ ـ الادب الاندلسی ، ص ٦۲

۸ ـ نظرا ت فی تاریخ الادب الاندلسی ، ص ۲۳۵

۹ ـ قوافل العروبة و مواکبها ، ص ۱۱۳ ـ

۱۰ ـ الادب الاندلسی ، ص ٦۴ ـ

۱۱ ـ الادب الاندلسی ، ص ٦۴ ـ ٦۵ ـ

۱۲ ـ الادب الاندلسی ، ص ٦٦ ـ ٦۷ و بعد ـ

۱۳ ـ الادب الاندلسی ، ص ۹٦ ـ ۹۷

۱۴ ـ الادب الاندلسی ، ص ۵۷ ـ

۱۵ ـ الادب الاندلسی ، ص ۹۱ ـ

۱٦ ـ کتاب الصلة ، ص ۱۳۲ ـ

۱۷ ـ ملوک الطوائف ، ص ۱۰ ، ۱۱ ـ

۱۸ ـ کتاب المعجب ، ص ۳۲ ـ ۳۳ ـ

۱۹ ـ المطمح ، ص ۱۴ ، ۱۵ ـ

۲۰ ـ ملوک الطوائف ، ص ۱۰۱ ـ

۲۱ ـ ملوک الطوائف ، ص ۲۴ (حاشیه) ـ

۲۲ ـ ملوک الطوائف ، ص ۲۱۳ ـ

۲۳ ـ المعجب فی تلخیص اخبار المغرب ، ص ۷٦ ـ ۹۰ ـ

۲۴ ـ وفیات الاعیان جزء ثانی ، ص ۳٦۹ ـ

★★★

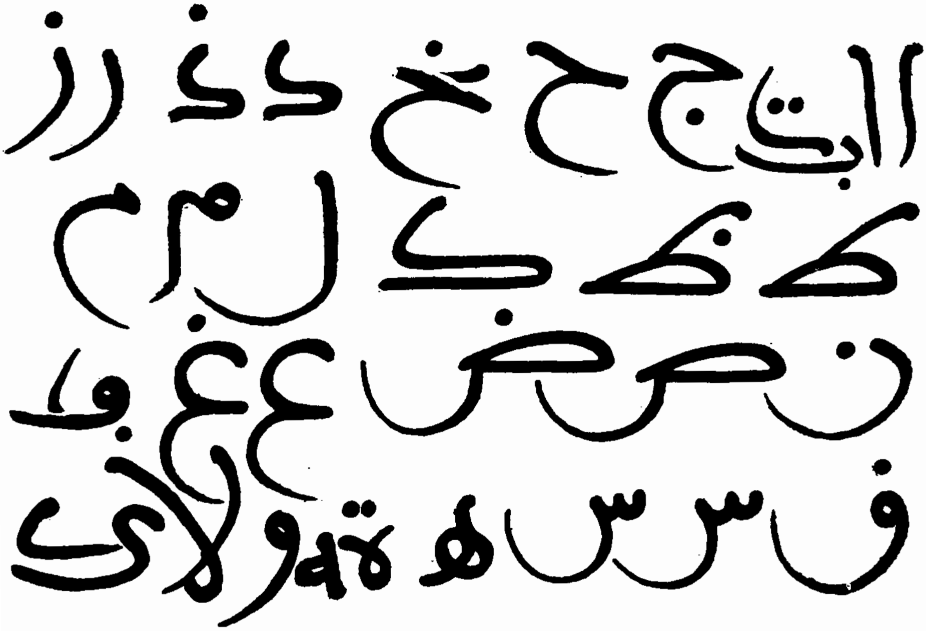

نموذج حروف الالفباء المغربية المفردة على الترتيب المغربي

مستخلصة من المخطوطات ، والمصاحف الاندلسية والمغربية القيروانية والوهرانية والفاسية والقسطنطينية والتونسية .

« بخط المؤلف عن المخطوطات والمصاحف » .